پاکستان کے صحرا

☆۔چنڑ پیر کا مزار ریاست میں روحانی مقام کا درجہ رکھتا ہے

☆۔جیپ ریلی میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی

☆۔تاریخی وجغرافیائی عوامل سے بھرپور

سچ کہتے ہیں کہ خوبصورتی منظر یا چہرے میں نہیں دیکھنے والی آنکھ میں پوشیدہ ہوتی ہے۔کسی کو گورا رنگ بھاتا ہے تو کسی کو کالا۔کسی کے دل میں نخلستان کی جگہ ہوتی ہے تو کسی کے قلب وروح پر ریگستان چھا جاتا ہے۔ہرے بھرے شمالی علاقہ جات کی طرح قدرت نے صحرا کو بھی ایک منفرد خوبصورتی سے نوازا ہے جو اپنے چاہنے والوں کے دلوں کو اتنا ہی کیف وسرور عطا کرتی ہے جو سرسبز وادیاں اپنے عشاق پر نچھاور کرتی ہیں۔پاکستان کے دامن میں جہاں کشمیر گلگت بلتستان وشمالی علاقہ جات کی سرسبز وادیاں ہیں وہیں اس کا دامن دلوں کو مسخر کرنے والے صحراں سے بھی بھرا ہوا ہے۔صحرائے چولستان تھر اور تھل اور خاران جیسے خوبصورت خطے اپنی پہچان آپ ہیں۔

صحرائے چولستان

پاکستان کے صوبہ پنجاب میں ریاست بہاولپور میں موجود صحرائے چولستان کو مقامی آبادی روہی کے نام سے بھی پکارتی ہوئی نظر آتی ہے۔اس خطے کی آواز خواجہ غلام فرید کی شاعری میں بھی اسے روہی کے نام سے پکارا گیا ہے۔جس قدر روہی میں ریت موجود ہے اسی تناسب سے منظر کشی خواجہ غلام فرید کی شاعری میں بھی موجود ہے۔آپ لفظوں سے ایسا منظر پیش کرتے ہیں کہ سننے اور پڑھنے والوں پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو روہی میں محسوس کرتے ہیں۔

وچ روھی دے رھندیاں نازک نازک جٹیاں
راتیں کرن شکار دلاں دے ڈیھاں ولوڑن مٹیاں

لفظ چولستان ترکی لفظ چول سے لیا گیا ہے جس کے معنی صحرا کے ہیں۔تاریخی ضلع بہاولنگر معدوم سے معلوم تک میں اس لفظ کی کئی توجیہات پیش کی گئی ہے۔ **1945** میں منعقد ہونے والی سلوی کلچر کانفرنس میں لیفٹننٹ کرنل ویسٹ لینڈ نے **1870** سے **1935** کے درمیان چولستان کے سروے پر مشتمل ایک منفرد نقشہ پیش کیا تھا۔جس میں ریت کے ٹیلوں کی جگہ بدلنے کی واردات دکھائی گئی تھی۔ اس نقشہ کے مطابق ریت کے ٹیلوں نے ان **65** برسوں میں آدھ میل سفر طے کیا تھا۔ایک خیال یہ بھی ہے کہ لفظ چولن اسی حرکت کی غمازی کرتا ہے۔یہ قیاس بھی کیا جاتا ہے کہ لفظ چولستان ایک عراقی لفظ چیلستان کی بگڑی ہوئی شکل ہے جس کے معنی ہیں بے آب وگیاہ وادی۔مقامی زبان سرائیکی میں چھول لہر کے معنوں میں لیا جاتا ہے اسی انداز سے اگر لفظ چھولیاں ادا کیا جائے تو وہ اپنے آہنگ کی بنیاد پر لفظ چولستان کے قریب تر ہے۔مقامی روایات کے مطابق لفظ چولستان کا ماخذ چولی ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ چولستان کی عورتیں چونکہ گھاگھرے پر کسی ہوئی چولی پہنتی جو کہ شکل وشبہات میں اس خطہ کے ٹیلوں سے ملتی جلتی ہے۔خطہ کی مقامی بولی میں روہ پہاڑ کو کہتے ہیں۔چونکہ چولستان میں جدھر بھی نظر دوڑائی جائے تو ریت کے ٹیلے پہاڑوں کا سا منظر پیش کرتے ہیں اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اسی حوالے سے روہی کا نام دیا گیا ہو۔چولستان بہاولپور سے کم وبیش **30** کلومیٹر کی مسافت پر موجود ہے۔اس کا رقبہ ایک ہزار دوسو مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔یہ علاقہ صحرائے تھر سے جا ملتا ہے جو کہ بھارت اور سندھ تک پھیلا ہوا ہے۔یہ جنوب مشرق میں بھارتی ریاست راجھستان سے جا ملتا ہے جسے تھر کہتے ہیں۔مورخین کے مطابق چولستان کے صحرا میں کسی زمانے میں **400** قلعے موجود تھے۔یہ قلعہ تین قطاروں میں تھے۔پہلی قطار پھولرا سے شروع ہوکر لیرا تک دوسری رکن پور سے اسلام گڑھ جبکہ تیسری بیلکنار سے کپوتک تھی۔ان کی دیواریں جپسم اور گارے سے تعمیر کی گئی تھیں۔کچھ کا وجود تو ایک ہزار قبل مسیح کا پتہ دیتا تھا۔اس کا مشہور ومعروف مقام قلعہ ڈیراول ہے جسے قلعہ ڈیراور سنگھ بھی کہا جاتا ہے۔یہ قلعہ بہاول پور کی تحصیل احمد پور شرقیہ سے **49** کلومیٹر کی مسافت پر صحرا کے وسط میں موجود ہے۔ **220** میٹر کے اس چوکور قلعہ میں **40** برج ہیں۔اس قلعہ میں سے ایک سرنگ موجود ہے جو اپنے عروج کے زمانہ میں براستہ جیسلمیر دہلی تک جاتی تھی۔قلعہ کی دیوار کے ساتھ ساتھ ایک نالہ موجود ہے۔مورخین کے مطابق یہاں سے ایک دریا گزرتا تھا جو کہ دریائے ستلج کی ایک شاخ تھی۔تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ یہ قلعہ ریاست جیسلمیر کے راجہ کی ملکیت تھا اسے اس کے بھانجے نے تعمیر کروایا۔

اس قلعہ کی دوبارہ تعمیر نواب محمد بہاول خان اول نے **1733** میں کروائی۔ جبکہ ریاست بہاول پور کی الگ عملداری کا آغاز **1690** میں ہوا اور مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا **1719** تا **1748** کے دور میں باقی صوبے داروں کی طرح یہ ریاست بھی خودمختار ہوگئی جبکہ **22** فروری **1833** کو انگریزوں اور بہاولپور ریاست کے درمیان معاہدہ طے پایا جس کی رو سے یہ ریاست برٹش سٹیٹس آف انڈیا کے ماتحت آ گئی جو کہ ڈائریکٹ برطانوی عمل داری کا حصہ نہیں تھی۔ چولستان کے زیریں علاقہ کو ہاکڑہ کہا جاتا ہے۔ جہاں خودرو جھاڑیاں اور پودے مثلاً سر تیلیسر کانے سروٹ اور ملھے جیسے نباتات بکثرت پائے جاتے ہیں۔اس علاقہ کے ٹیلوں کی بلندی دوسو فٹ تک ہوتی ہے۔ آندھیوں اور طوفانوں سے چولستان میں جہاں ٹیلے ایک جگہ سے دوسری جگہ سرکتے ہیں وہیں یہ مختلف شکلیں بھی اختیار کرلیتے ہیں جن میں ایک برخان کہلاتی ہے۔ برخان شکل وشبہات میں پہلی تاریخوں کے چاند سے مماثلت رکھتے ہیں۔چولستان میں پانی کی قلت رہتی ہے۔ لوگ ٹوبھوں سے پانی پیتے ہیں۔ جو کسی گہرے علاقے میں بارش کے آنے سے جمع ہوجاتا ہے۔زیرِ زمین پانی **80** فٹ نیچے موجود ہے مگر وہ کڑوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قبل از مسیح چولستان ایک سرسبز وشاداب علاقہ تھا۔ **4000** قبل مسیح دریائے ہاکڑہ کے کنارے اس کی عظیم تہذیب ہاکڑہ نے سانسیں لینا شروع کیں جو کہ **1200** قبل مسیح تک پوری آب وتاب کے ساتھ موجود رہی کیونکہ دریا اپنے عروج پر تھا۔ **600** ق م میں دریا کے پانی میں کمی ہونا شروع ہوئی اور بالاآخر ایک عظیم تہذیب اپنے انجام کو پہنچی۔اس کا مقام مصری بابلی اور میسوپوٹیمائی تہذیبیں کے قریب تھا۔چولستان میں بولے جانا والا مارواڑی لہجہ ہے اپنے اندر بہت سے تاریخی وجغرافیائی عوامل کو ظاہر کرتا ہے جبکہ ریاست میں موجود ڈائیلیکٹ کو ریاستی بھی کہا جاتا ہے۔ چولستانی معیشت کا انحصار زیادہ تر گائے بکریوں بھیڑوں پر کیا جاتا ہے مگر موسم سرما میں یہاں مختلف قسم کی دستکاری اور مٹی کے برتن بھی بنائے جاتے ہیں۔اس ضمن میں احمد پور شرقیہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ جہاں کے مٹی کے برتن پنجاب سمیت پورے ملک میں اپنی کھپت رکھتے ہیں۔چولستانی خواتین بھی اپنی فطرت کے مطابق زیورات سے خصوصی دلچسپی رکھتی ہیں۔ان کے زیورات میں نتھ کٹ مالا کنگن اور پازیب کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔جبکہ دیگر صحرائی علاقوں کی مانند ادھر بھی خواتین کی کلائیاں چوڑیوں سے بھری رہتی ہیں۔ چولستان میں بارشوں سے اگنے والا ایک جنگل بھی موجود ہے ۔سالانہ بارش کی اوسط **12** سینٹی میٹر ہے۔ چولستان میں موجود ڈیرا ور مسجد کم وبیش سو برس قبل تعمیر کی گئی۔ اس کی تعمیر میں سفید ماربل استعمال ہوا۔اس کا طرز تعمیر دہلی کے لال قلعہ اور کسی قدر بابری مسجد سے مشابہت رکھتا ہے۔اس کے علاوہ چولستان میں موجود چنٹر پیر کا مزار پوری ریاست میں ایک روحانی مقام کا درجہ رکھتا ہے جبکہ روہی میں ہونے والی جیپ ریلی پاکستان سمیت دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہے۔ **1999** کی خشک سالی نے چولستان کی زراعت اور جانوروں پر تباہ کن اثرات مرتب کیے۔اس ضمن میں پاکستان کونسل آف ریسرچ اینڈ واٹر ریسورسز **(pcrwr)** نے دین گڑھ فیلڈ اسٹیشن پر کام کیا جس کے چولستان زندگی پر اچھے اثرات مرتب ہوئے۔سائنٹیفک سروے کے مطابق اس خطہ میں آبی ذخائر بنانے کی گنجائش موجود ہے۔